OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:3, Issue: 1, Jan -June 2022
DOI:10.51665/al-duhaa.003.01.0156, PP: 127-140

عہد نبوی میں غیر آباد زمینوں کی تقسیم اور آباد کاری موجودہ مسائل کی روشنی میں خصوصی مطالعہ

Distribution and settlement of uninhabited lands in the Prophet's time and its significance in modern times

Published: 01-06-2022
Accepted: 15-05-2022
Received: 31-12-2021

Dr. Muhammad Abubakar Siddique
Research Associate, Islamic Research Index, AIOU Islamabad
Email: muhammad.abubakar@aiou.edu.pk
https://orcid.org/0000-0003-3160-5697

Abstract

Resettlement of uninhabited or uncultivated lands means utilizing the land resources of the state which are not being used for any purpose. Such lands should be made cultivable or used for a purpose which is in the best interest of the state or the people. Modern approaches about better use of land resources are emerging in modern times. The question arises as to what instructions Islam has given regarding the settlement of lands? The principles and rules derived from the biography of the Prophet (S.A.W.) are important among the guidelines of Islam regarding the better use of lands in the sense that it was the best and purest form of Islamic teachings. The present research contains numerous articles on Islamic teachings on better use of land, but no special study of Sirah has been presented. This study presents a special study of Sira on the above subject. This study concludes that special measures were taken for resettlement of uninhabited lands during the Prophet's time. In view of the public needs, these lands were utilized for the betterment of the society.

Keywords: *Land settlement in prophetic era, Acquisition of lands in the prophetic age, Settlement of uncultivated lands in prophetic era, acquiring the lands in prophetic era, Distribution lands in prophetic era.*

موجودہ دور کے مسائل میں زمین کی قلت کا مسئلہ دنیا کے اکثر ممالک کو درپیش ہے۔ معاشرے کی بنیادی ضروریات کی تکمیل کے لیے زمین بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ زرعی ضروریات کے لیے مناسب زمین کی تلاش ہو یا رہائش اور آبادی کے لیے جگہ کی ضرورت؛ دنیا میں زمین کی قلت کے مسئلے کو سنجیدگی سے دیکھا جارہا ہے اور عالمی سطح پر زمین کی قلت کے مسئلے کو کنٹرول کرنے کے لیے مختلف پالیسیاں اور اقدامات اختیار کرنے کی تجاویز دی جارہی ہیں تاکہ بڑھتی آبادی کی رہائش اور ضروریات کے لیے زمین کو بہتر طریقے سے استعمال کیا جاسکے۔ ان حالات میں دنیا کے دیگر ممالک کی طرح پاکستان بھی زمین کی قلت کے مسئلے سے دوچار ہے۔ پاکستان زمینی لحاظ سے زرعی صلاحیت اور آبی وسائل کا حامل تو ہے لیکن متعدد وجوہات کی بناپر زرعی صلاحیت میں کمی دیکھی جارہی ہے۔[1] پاکستان میں ایک طرف تو زرعی زمینوں کو ختم کرکے ان کی جگہ شہر اور کالونیاں بسائی جارہی ہیں جب کہ دوسری طرف سیلاب اور قدرتی آفات کی وجہ سے بھی جس کی بناپر زرعی وسائل میں کمی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ حکومت پاکستان اس سلسلے میں بہت سے اقدامات کررہی ہے اور ایگریکلچر ریسرچ اور بارانی انسٹیٹیوٹ بھی تحقیق کررہے ہیں، اس مسئلے سے نمٹنے کے لیے حکومت بہت سے فنڈز بھی ہر بجٹ میں خاص کرتی اور سٹیٹ بینک کی نگرانی میں تقسیم کرتی ہے[2] تاہم اس سلسلے میں سیرت طیبہ کا خصوصی مطالعہ اس لیے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سیرت کی راہ نمائی افراد میں شعور پیدا کرتی ہے اور انہیں زرعی وسائل میں اضافے کے لیے ذہنی طور پر تیار کرتی ہے۔

سیرتِ طیبہ کے طالب علم کی حیثیت سے یہ سوال سامنے آتا ہے کہ اس مسئلے کے حل کے لیے سیرت طیبہ سے ہمیں کیا رہنمائی ملتی ہے؟ شہروں کی آبادی پھیلنے اور حدود اربعہ کے بڑھنے کے مسئلے کو سیرت طیبہ کی روشنی میں کس طرح حل کیا جاسکتا ہے؟ غیر آباد زمینوں کو کام میں لانے کے لیے کیا طریقہ کار اختیار کیا جائے؟ رسول اللہ ﷺ نے جب ریاست مدینہ کی بنیاد رکھی تو اس طرح کے مسائل وہاں بھی موجود تھے جن کے حل کے لیے رسول اللہ ﷺ نے اقدامات کیے۔ ان اقدامات کا تحقیقی مطالعہ کے ذریعے مذکورہ بالا سوالوں کے جواب تلاش کیے جاسکتے ہیں۔

سیرت کے مطالعے کے رسول اللہ ﷺ کے متعدد فیصلے یا اقدامات سامنے آتے ہیں مثلاً آپ نے بعض لوگوں کے درمیان زمینوں کو تقسیم فرمایا، ضرورت مندوں کو گزارے کے لیے جگہ دی، رہائش کے لیے جگہ مختص کردی، بعض افراد کو زمین دے کر واپس لی، بعض کو زمین دے کر اس کا کچھ حصہ واپس لیا، بعض مواقع پر نجی ملکیتی جگہ کو خرید کر اجتماعی کام کے لیے استعمال میں لایا گیا بعض کو مشروط طور پر کسی جگہ کی ملکیت دے دی۔ ان اقدامات سے یہ سامنے آتا ہے کہ زمینوں کی تقسیم اور ملکیتی حقوق کے معاملے میں رسول اللہ ﷺ کی خصوصی ہدایات اور ارشادات موجود ہیں جن کے مطالعے سے اس پہلو پر اہم اصول سامنے آسکتے ہیں اور گزشتہ سوالوں کا جواب سیرت کی روشنی میں معلوم کیا جاسکتا ہے۔ آئندہ عنوانات کے تحت انہی اقدامات کا تحقیقی مطالعہ پیش کیا جائے گا۔

مدینہ کے درمیان خالی زمینوں کی آبادکاری

رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو آپ نے وہاں کی زمینوں کا بندوبست فرمایا لہٰذا جو خالی اور بے آباد زمینیں تھیں وہ ضرورت مندوں کو دے دیں۔ علامہ یاقوت حموی کی تصریح کے مطابق انصار نے اپنی سکونتی مکانات بھی آپ کو ہبہ کردیے تھے کہ آپ جسے چاہیں آباد کردیں لیکن آپ ﷺ نے زیادہ تر فالتو اور غیر مملوکہ زمینیں ہی تقسیم کیں جبکہ آباد گھروں میں سے بہت ہی کم کسی کو حصہ دیا۔ چند لوگوں کا ذکر آتا ہے جنہیں گھر میں سے حصہ دیا گیا مثلاً حارثہ بن نعمان کو

ایک آباد گھر میں سے حصہ دینے کی تصریح کی گئی ہے[3] اور عمرو بن حریث کو بھی مدینہ منورہ کے ایک گھر میں سے حصہ دینے کا ذکر سنن ابی داؤد میں موجود ہے۔[4]

مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ نے جن صحابہ کو مکانات کے لیے زمین دی ان میں عبدالرحمٰن بن عوف، عبداللہ و عتبہ بن مسعود، ابوبکر و علی رضی اللہ عنہم کو مسجد نبوی کے قریب گھروں کی جگہ دی گئی اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو بھی ایک وسیع سرسبز جگہ دی گئی جسے بقیع الزبیر کا نام دیا گیا[5] اور بعد میں اس مقام کا اکثر حصہ اجتماعی مقاصد کے لیے استعمال ہونے لگا۔[6] نیز احادیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی کی ملکیتی زمین کو دوسرے کی ملکیت میں نہیں دیا جیسا کہ بلال بن حارث المزنی کو قبلیہ کے معدنی وسائل دیے تو اس میں دیگر تفصیلات کے ساتھ یہ بھی لکھوایا کہ "لم يُعطه حقَّ مسلمٍ"[7] (سب کچھ تمام حقوق کے ساتھ دے دیا مگر کسی مسلمان کا حق اس کو نہیں دیا) یعنی اگر کوئی مسلمان کسی حصے کا حقیقی مالک ثابت ہو جائے تو یہ دستاویز اس کے حق کو باطل نہیں کرے گی۔

مجموعی طور پر مدینہ منورہ میں غیر آباد زمینوں کی تقسیم ایک ہی بار نہیں ہوئی بلکہ متعدد اوقات میں یہ زمین تقسیم ہوئی ضرورت مندوں کی ضرورت کے تناسب سے انہیں دیا گیا۔ اگرچہ یہ بھی ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مدینہ تشریف آوری کے وقت جو مہاجر صحابہ موجود تھے اور آپ سے پہلے مدینہ پہنچ گئے تھے انہیں ایک ہی بار زمین دے دی گئی ہو لیکن اس کی صراحت مصادر میں نہیں ملتی۔ ذیل میں کتب سیرت سے معلوم ہونے والی زمینوں کی آبادکاری کا مطالعہ پیش کیا جا رہا ہے۔

مسجد نبوی کی جگہ اور صفہ کا چبوترہ

مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کے بعد سب سے پہلے جس زمین کی آبادکاری کا ذکر کتب سیرت میں ملتا ہے وہ مسجد نبوی کی جگہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے کچھ روز قباء میں قیام فرمایا اور پھر مدینہ شہر کے اندر انصار کے محلے میں تشریف لائے تو وہاں آپ کا قیام حضرت ابوایوب خالد بن زیدؓ کے مکان پر ہوا لیکن مسجد کے لیے جگہ کی ضرورت تھی۔ آپ ﷺ نے سہل اور سہیل دو یتیم بھائیوں کی ملکیتی جگہ کو مسجد کے لیے منتخب فرمایا جو معاوضے کے ساتھ ان سے لی اور وہاں مسجد تعمیر فرمائی۔[8]

جس جگہ کو مسجد کی تعمیر کے لیے منتخب کیا گیا وہ مربد (باڑہ) تھی۔[9] دوسری جانب رسول اللہ ﷺ کا قیام حضرت ابوایوب انصاریؓ کے مکان پر تھا اور آپ کی خدمت میں روزانہ صحابہ آیا کرتے تھے اور وسط مدینہ میں مسلمانوں کے لیے مسجد کی بھی ضرورت تھی۔ آپ ﷺ نے مسجد کی ضرورت اور اہمیت کے پیش نظر اس جگہ کا انتخاب فرمایا اور اس زمین کو خرید کر اس جگہ مسجد کی تعمیر فرمائی۔

بقیع الزبیر کی زمین کی آبادکاری

حضرت زبیر بن العوامؓ رسول اللہ ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی تھے اور شجاعت و بہادری کے ساتھ زراعت میں بھی خوب محنت کیا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے انہیں متعدد زمینیں عطا فرمائی تھیں جہاں وہ کاشت کاری کرتے۔ ان میں سب سے پہلی زمین بقیع الزبیر[10] کے نام سے موسوم تھی جو رسول اللہ ﷺ نے انہیں ہجرت کے بعد آبادکاری کے لیے دی تھی۔ حضرت زبیرؓ کو بقیع کا رسول اللہ ﷺ نے خود عطا فرمایا اس سے متعلق سمہودی لکھتے ہیں کہ:

"ويروي جنوب المصلى "بقيع" الزبير أقطعه النبي صلى الله عليه وسلم والمصلى له فأتخذ في بعضه دورا"

یعنی بقیع الزبیر رسول اللہ ﷺ نے عطا فرمایا اور اس میں مصلی (مسجد) نشان زد کر دیا تھا۔ اسی بقیع کے کچھ حصے میں حضرت زبیرؓ نے (بعد کے زمانے میں، جب ان کی اولاد زیادہ ہو گئی تھی تو) اپنے گھر بھی بنا لیے تھے۔ [11]

عمر ابن شبہ کے مطابق حضرت زبیر بن عوامؓ نے خود اس قطیعہ کی فرمائش کی تھی جسے رسول اللہ ﷺ نے منظور فرمالیا۔[12]

بقیع الزبیر ہی میں رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلا بازار قائم فرمایا تھا جہاں آپ کے لیے قبہ لگایا گیا تو کعب بن اشرف نے اس کی طنابیں کاٹ دی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ابھی تو ہم بازار کو ایسی جگہ منتقل کریں گے جو ان کے اس سے بھی زیادہ غصے کا سبب ہوگا۔[13] اس بازار کو سوق بقیع الزبیر کہا جاتا تھا۔ یہاں انہوں نے ایک مسجد بھی بنائی تھی جسے مسجد بقیع الزبیر کہا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس مسجد میں کئی مرتبہ نماز بھی ادا فرمائی۔[14]

بقیع الزبیر کی زمین کے مطالعے سے یہ سامنے آتا ہے کہ یہ کشادہ مقام مسجد نبوی کے پاس عین مرکز میں واقع تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس کی تولیت حضرت زبیر بن عوامؓ کو دے دی مگر وہاں اجتماعی نوعیت کی سرگرمیاں بھی جاری رہیں۔ اس مقام پر آل زبیر کے گھروں کے علاوہ بازار بنایا گیا جہاں عام لوگ کاروبار کے لیے آتے جاتے رہے نیز ایک مسجد بھی بنائی گئی جہاں خود رسول اللہ ﷺ نے بھی متعدد بار نماز ادا فرمائی۔

حضرت زبیر بن عوامؓ کا دوسرا قطعۂ زمین

حضرت ابن عمرؓ سے ایک روایت منقول ہے کہ حضرت زبیر کو رسول اللہ ﷺ نے زمین عطا فرمائی اور "حضر فرس" کے اصول پر قطیعہ دیا۔ گھوڑے کو ہانکا گیا وہ ایک جگہ جا کر رک گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے "رمی سوط" کے مطابق فرمایا کہ اپنا کوڑا پھینکو۔ تو جہاں تک ان کا کوڑا گیا وہاں تک کی زمین انہیں دے دی گئی۔[15]

روایت سے یہ معلوم نہیں ہو رہا کہ اس سے کون سی زمین مراد ہے البتہ زمین کے حدود اربعہ کی تعیین کے طریقے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد کسی کشادہ مقام یا وادی کی زمین ہے اور غالب گمان یہ ہے کہ اس سے مراد موضع عقیق کی زمین ہے جہاں حضرت زبیر بن عوامؓ جایا کرتے تھے۔[16] کیونکہ اس طریقے کے مطابق ملکیت کی حدود مقرر کرنا ایسی جگہ ہی ممکن ہے جہاں زمین وافر مقدار میں موجود ہو اور وہاں قلّت کا اندیشہ نہ ہو۔

ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ انہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک قطیعہ دیا جو انہوں نے کچھ دن بعد واپس کر دیا کہ یا رسول اللہ اس قطیعہ کی وجہ سے میں مشغول ہو گیا ہوں۔ آپ ﷺ نے وہ واپس لے لیا جس کے لیے کسی انصاری صحابی نے درخواست کی تو آپ نے انہیں مرحمت فرما دیا۔

مندرجہ بالا روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زبیر بن عوامؓ کو دی جانے والی یہ زمینیں غیر آباد تھیں جنہیں وہ آباد کرکے کاشت کاری کرتے تھے۔ نیز جو زمین حضرت زبیرؓ کاشت نہیں کر پائے وہ انہوں نے واپس کر دی تو رسول اللہ ﷺ نے وہ کسی اور صحابی کو دے دی جنہوں نے اسے آباد کر لیا۔ گویا قابل کاشت زمینوں کی Allotment کے لیے رسول اللہ ﷺ نے توقف نہیں فرمایا اور جو بھی امیدوار سامنے آیا آپ نے اسے آبادکاری کی اجازت دے دی تاکہ زمینوں کی پیداواری صلاحیت کو ضرورت کے مطابق استعمال میں لا کر وسائل میں اضافہ کیا جائے۔ یہ روایات بے آباد اور بنجر زمینوں کی آبادکاری سے متعلق اہم حوالہ ہیں۔

سوق مدینہ، سوق بنی ساعدہ کی جگہ

عہد نبوی میں مدینہ منورہ میں سب سے بڑا اور قدیم بازار بنوقینقاع کا تھا جس پر یہودیوں کا کنٹرول تھا اور مسلمانوں کو اس بازار میں بہت سے مسائل بھی در پیش تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو مسلمانوں کے لیے الگ بازار قائم کرنا مقصود تھا تو آپ اس کے لیے جگہ کی تلاش میں بنوساعدہ کے محلے میں آئے جہاں کچھ خالی جگہ تھی۔ امام سمہودی نے نقل کرتے ہیں:

أن النبي صلّى الله عليه وسلّم أتى بني ساعدة فقال: إني قد جئتكم في حاجة تعطوني مكان مقابركم فأجعلها سوقا، وكانت مقابرهم ما حازت دار ابن أبي ذئب إلى دار زيد بن ثابت، فأعطاه بعض القوم، ومنعه بعضهم، وقالوا: مقابرنا ومخرج نسائنا، ثم تلاوموا فلحقوه وأعطوه إياه، فجعله سوقا.[17]

یعنی آپ ﷺ نے ان سے قبروں کے لیے چھوڑی گئی جگہ کا مطالبہ کیا تو بعض اس پر راضی ہو گئے اور بعض کو ذرا تامل ہوا تو انہوں نے کہا کہ یہ جگہ تو قبروں کے لیے ہے اور یہاں ہماری خواتین قضائے حاجت کے لیے جاتی ہیں۔ آپ ﷺ واپس تشریف لے آئے اور تو بعد میں قوم والوں نے منع کرنے والوں کو ملامت کی تو وہ بھی راضی ہو گئے اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر زمین آپ کے سپرد کر دی چنانچہ آپ ﷺ نے وہاں بازار بنا دیا۔

اس مقام کی زمین قبروں کے لیے مختص تھی اور اس زمین کو خواتین بھی استعمال کرتی تھیں مگر اس کے علاوہ اس زمین کا کوئی خاص مصرف نہیں تھا جب کہ مسلمانوں کو بازار کے لیے جگہ کی سخت ضرورت تھی۔ پہلے سے موجود یہودیوں کے بازار میں مسلمانوں کو بہت سے مسائل در پیش تھے اور وہاں مسلمانوں کے لیے کاروبار کرنا مصلحت کے خلاف تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اس مقصد کے لیے خود تشریف لے گئے اور بنوساعدہ سے ان کی جگہ لے کر وہاں اجتماعی سرگرمیوں کے لیے بازار بنا دیا۔ اس طرح یہ غیر آباد زمین آباد ہو کر وسائل میں اضافے کا سبب بن گئی۔

مسجد عمرو بن عوف کی جگہ

مسجد بنو عمرو بن عوف کا واقعہ عموماً مسجد ضرار کے واقعے کے پس منظر میں چھپا رہتا ہے حالانکہ مسجد ضرار کا واقعہ مسجد عمرو بن عوف کے واقعے کے بغیر مکمل طور پر سمجھنا ممکن نہیں ہے۔ علامہ بلاذری نے فتوح البلدان نے اس کا پس منظر یہ لکھا ہے کہ مسجد ضرار بنانے کی وجہ یہ تھی کہ ان کے قریب بنو عمرو بن عوف کا محلّہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لائے تو ان کے لیے مسجد کی جگہ کا انتخاب کرنا مقصود تھا۔ آپ نے وہاں ایسی جگہ کا انتخاب فرمایا جہاں کسی زمانے میں حضرت سعد بن خیثمہؓ کا گدھا بندھا رہتا تھا۔ آپ نے اس جگہ کو صاف کروایا اور وہاں خود انہیں نماز پڑھائی۔ اصولاً آس پاس کے محلوں میں رہنے والوں کو وہیں نماز ادا کرنی چاہیے تھی مگر مسجد ضرار بنانے والوں نے کہا کہ ہم ایسی جگہ سجدہ نہیں کر سکتے جہاں بنو عمرو بن عوف کے گدھے باندھے جاتے رہے ہوں۔[18] حالانکہ جس مقام پر رسول اللہ ﷺ خود امامت کروا چکے تھے وہاں نماز ادا کرنے میں کسی کو تردد نہیں ہونا چاہیے تھا۔ واقعے کی تفصیل سے قطع نظر اس قصے سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ بنو عمرو بن عوف کے محلے میں مسجد کی ضرورت تھی تو آپ نے اس جگہ کو استعمال کرنے کا حکم دیا اور جانوروں کے اصطبل کو آپ نے ایک اجتماعی ضرورت کے لیے کار آمد جگہ بنا دیا۔

مضافات مدینہ کے غیر آباد علاقوں کی آباد کاری

جس طرح مدینہ منورہ کی حدود کے اندر زمینوں کی تقسیم کی گئی اور ضرورت مندوں کو ان کی ضرورت کے تناسب سے زمینیں آباد کرنے کے لیے دی گئیں اسی طرح مضافات مدینہ میں بھی بہت سی وادیاں رسول اللہ ﷺ نے قابل اور باصلاحیت افراد کے سپرد کیں۔ یہ وادیاں زرعی پیداوار کی صلاحیت رکھتی تھیں مگر انہیں کوئی آباد نہیں کر پایا تھا۔ اس کی متعدد وجوہات ہو سکتی ہیں جو یہاں موضوع بحث نہیں لیکن رسول اللہ ﷺ نے اجتماعی ضروریات کے پیش نظر ان کی آباد کاری کے لیے کوششیں کیں۔ زرعی پیداواری صلاحیت کی حامل وادیوں سے متعلق سیرت کے مصادر سے جو آثار ملتے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

وادی نقیع کی آباد کاری اور حمی النقیع کی تشکیل

وادی نقیع وادی عقیق کے مغربی کنارے پر واقع تھی۔ نقیع اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں پانی آ کر جمع ہو جائے۔ پہاڑوں سے اتر کر پانی یہاں جمع ہوتا تھا اس نسبت سے اس وادی کو وادی نقیع کہا جاتا تھا۔ یہاں پانی جمع ہونے کی وجہ سے اس میں پیداوار کی صلاحیت بہت زیادہ تھی، ہی یہاں سبزہ اگتا تھا جو ضائع ہو جاتا یا اس سے پوری طرح استفادہ نہیں ہو سکتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس مقام کا معائنہ کیا اور اسے "حمی" (چراگاہ) قرار سے کر جہاد کے جانوروں کی افزائش کے لیے مختص کر دیا۔ اس چراگاہ کو "حمی النقیع" کہا جاتا تھا کیونکہ یہ وادی نقیع میں واقع تھی۔

امام سمہودی وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ میں مراوح المزنی سے زبیر بن بکار کی روایت نقل کرتے ہیں:

نزل رسول الله صلى الله عليه وسلم بالنقيع على مقمل وصليب، وقال في حمى النقيع: «نعم مرتفع الأفراس، يحمى لهن، ويجاهد بهن في سبيل الله» وحماه، واستعملني عليه[19]

یعنی رسول اللہ ﷺ مقام نقیع میں مقمل اور صلیب کے پاس آئے اور وادی نقیع سے متعلق فرمایا کہ یہ گھوڑوں کے لیے کتنی بہترین بلند[20] زمین ہے، یہاں انہیں چرایا جائے اور ان کے ساتھ اللہ کے راستے میں جہاد کیا جائے۔ پھر آپ نے اس وادی کو اپنی تحویل میں لے لیا اور مجھے اس کی ذمہ داری سونپ دی۔

محمد بن ہیصم نے اپنے دادا سے نقل کردہ روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ مقمل وادی نقیع کے وسط میں تھا اور اس کے کنارے پر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور وہاں آپ نے نماز ادا فرمائی اور اس کی تحویل کا حکم دیا۔[21] ابن ہیصم کی روایت میں اس بات کا بھی ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے دادا کو وہاں کا عامل بنایا اور مغرب و مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ادھر ادھر سے آنے والوں کو منع کرنا تمہارے ذمہ ہے تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری صرف بیٹیاں ہی بیٹیاں ہیں، حمی کی دیکھ بھال میں میرے ساتھ تعاون کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی تمہیں ایک بیٹا دے گا جو تمہارا معاون و مددگار بنے گا۔ اس کے بعد اس حمی کی تولیت انہی کے خاندان میں عرصہ دراز تک چلتی رہی اور بعد کے خلفاء نے انہی کو اس حمی پر عامل بنائے رکھا۔

اس تفصیل سے ایک تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ خود اس مقام پر تشریف لے گئے تھے ممکن ہے اس سفر کا مقصد چراگاہ کے لیے مناسب جگہ کی تلاش ہی ہو۔ آپ ﷺ کو یہ مقام مطلوبہ صلاحیت کا حامل نظر آیا تو آپ نے اس کا انتخاب فرما کر محمد بن ہیم کے داد کو وہاں کی ذمہ داری سونپ دی۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اجتماعی ضروریات کے لیے مناسب مواقع کو تلاش کرنا اور اس کے انتظام کے لیے کوشش کرنا بھر رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔

وادی عقیق میں بلال بن حارث المزنی کا قطیعہ

وادی عقیق مدینہ منورہ کے شمال میں واقع تھی۔ عقیق کا علاقہ مدینہ کی شمالی جانب طویل اور کشادہ زمین پر پھیلا ہوا ہے۔ وادی عقیق حرۃ الوبرہ کے ساتھ ساتھ چلتی ہوئی بئر رومہ کی غربی جانب ختم ہو جاتی ہے۔[22] مصادرِ سیرت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وادی کا کچھ حصہ رسول اللہ ﷺ نے بلال بن حارث المزنیؓ کو عطا فرمایا تھا مگر وہ اس علاقہ کو آباد نہیں کر سکے تو حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دور میں ان سے یہ زمین واپس لے لی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے ان سے یہ زمین واپس لینے کا مطالبہ کیا تو بلال بن حارث المزنیؓ نے انکار کیا کہ میں ایسی زمین قطعاً واپس نہیں کروں گا جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے خود عنایت کی اور اس کی دستاویز لکھ کر مجھے دی۔ لیکن حضرت عمر فاروقؓ اپنے موقف پر قائم رہے۔ دستاویز کو دیکھا گیا تو اس میں زمین کو آباد کرنے کی واضح شرط موجود تھی۔ جس پر حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ اگر تم اس علاقے کو آباد کر سکتے ہو تو کر لو ورنہ اسے لوگوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ بلال بن حارث مزنیؓ اس زمین کو آباد نہیں کر پائے چنانچہ حضرت عمرؓ نے اسے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کچھ حصہ آباد کر لیا تھا تو حضرت عمر فاروقؓ نے وہ جگہ ان کے لیے چھوڑ دی اور باقی زمین کو تقسیم کر دیا۔[23]

غابہ کے علاقے میں حمی کی چراگاہ کی تشکیل

غابہ کا علاقہ مدینہ کے شمال مغربی کونے میں نشیب میں واقع تھا اور اسی جانب بارشوں کے سیلاب آ کر اکٹھے ہو جاتے تھے۔ یہاں بارش کے دنوں میں اگرچہ طغیانی رہتی تھی تاہم بارشوں کے بعد یا وہ مقامات جو سیلابی ریلوں کے اثرات سے بچے رہتے تھے اچھے پیداواری صلاحیت کے حامل تھے۔ ایسے ہی مقامات پر چراگاہیں موجود تھیں جنہیں مسرح کہا جاتا تھا اور مدینہ والوں کے جانور ایسے مقامات میں چرتے تھے۔ یہ چراگاہیں اجتماعی نوعیت کی تھیں لہٰذا دیگر جانوروں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے جانور بھی وہاں چرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے وہاں کچھ افراد مقرر کر رکھے تھے جو وہاں کی رکھوالی کرتے اور آپ کے جانوروں کا دودھ دوہ کر لایا کرتے تھے۔

کتب حدیث و سیرت میں تواتر کے ساتھ یہ قصہ موجود ہے کہ عیینہ بن حصن فزاری کی سرکردگی میں مدینہ منورہ کے جانوروں پر کفار نے حملہ کیا اور جانوروں کو پکڑ کر لے گئے تھے۔ مشرکین کا یہ حملہ مدینہ کی ایک چراگاہ پر تھا جسے روایات میں "مسرح المدینہ" کہا گیا ہے۔[24] یہ وہ واقعہ ہے جس میں لوٹ مار کرنے والا گروہ رسول اللہ ﷺ کی "عضباء" نامی اونٹنی اور ایک مسلمان خاتون کو بھی قید کر کے لے گئے تھے۔ یہ خاتون رات کو اونٹنی پر بیٹھ کر ان کی قید سے نکل آئیں اور اونٹنی کو اللہ کے راستے میں ذبح کرنے کی نذر کی۔ جب یہ خاتون رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچیں اور اپنی نذر کے بارے میں بتایا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ گناہ کے کام کی نذر نہیں مانی جا سکتی۔[25] سیرت ابن ہشام کے مطابق یہ چراگاہ غابہ میں تھی اور یہاں بنو غفار کے ایک صحابی (ابن سعد نے انہیں ابن ابی ذر غفاری کہا ہے جو) اپنی اہلیہ (لیلیٰ) کے ساتھ موجود تھے۔ مشرکین نے صحابی کو شہید کر دیا اور ان کی اہلیہ کو قید کر کے اونٹنیوں کے ساتھ لے گئے۔[26]

معدنی زمینوں کا الاٹمنٹ اور ان کی واپسی

احادیث میں معدنی زمینوں سے متعلق دو قصے مذکور ہیں۔ ایک قصہ تو بلال بن حارث المزنی کا ہے جنہیں رسول اللہ ﷺ نے معدنی زمینوں کی دستاویز لکھ دی تھی کہ ان زمینوں پر ان کا حق تسلیم کیا جاتا ہے۔[27] رسول اللہ ﷺ کے دستاویز

لکھنے کا منشا صرف یہ تھا ان کا قبضہ تسلیم کیا گیا ہے، اگر اس زمین میں کوئی اور مستحق ثابت نہ ہو تو یہی لوگ ان زمینوں کے مالک شمار ہوں گے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے اجتماعی وسائل ان کے حوالے نہیں کیے تھے۔[28]

دوسرا قصہ ابیض بن حمال کا ہے جو وفد کے ساتھ مدینہ آئے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے نمک کی کان مانگی تو آپ نے ان کے لیے منظور فرمالی۔ لوگوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ آپ نے اسے نمک کی کان نہیں دی بلکہ پانی کے ناختم ہونے والے منبع کی ملکیت دے دی ہے (یعنی ان کا پانی کبھی ختم نہ ہوگا اور دوسرے لوگ محروم ہو جائیں گے)۔ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ نے اس سے واپس لے لی۔[29]

ان دو روایات سے ایک نکتہ یہ سامنے آتا ہے کہ جو شخص پہلے سے ایک معدنی زمین کا مالک تھا تو آپ نے اس سے یہ زمین واپس نہیں لی بلکہ اس کے قانونی قبضے کو تسلیم فرمایا۔ دوسرا یہ نکتہ سامنے آتا ہے کہ جو شخص نئی ملکیت کا مطالبہ کر رہا تھا تو آپ نے ایسے وسائل اس کو عطا نہیں کیے جن کے ساتھ دوسرے لوگوں کی ضرورت وابستہ تھی۔

مدینہ و بیرون مدینہ کی مفتوحہ زمینیں اور اموال

مدینہ منورہ میں یہود کے تین بڑے قبائل آباد تھے۔ ان قبائل نے رسول اللہ ﷺ سے بدعہدی کی جس کے نتیجے میں حسبِ معاہدہ ان کو مدینہ منورہ سے نکال دیا گیا۔ ان میں سے بنوقینقاع کے بارے میں صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ ان کی زمینیں نہیں تھیں[30] لیکن بنو نضیر اور بنو قریظہ کی زمینیں موجود تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بنو نضیر کی زمینیں مہاجرین میں اور بنو قریظہ کی زمینیں انصار میں تقسیم کیں اور انہیں ان زمینوں کا متولی بنا دیا۔ اس طرح یہود کی مفتوحہ زمینوں کی زرعی صلاحیتوں کو بے فائدہ چھوڑنے کی بجائے انہیں کام میں لایا گیا۔ ان زمینوں میں خمس اور رسول اللہ ﷺ کی ذاتی زرعی زمینیں بھی تھیں جہاں مستقل زراعت ہوتی تھی اور وہاں بعض صحابہ کو حساب کتاب پر مامور کیا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذاتی زرعی زمین میں سے بنو محمم کی زمین حضرت زبیر بن عوامؓ کو دے دی تھی جہاں حضرت زبیر ہی کاشت کاری کیا کرتے تھے۔[31] حضرت زبیر بن عوامؓ اپنی زمینوں کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کی ذاتی زمینوں کو حساب کتاب بھی دیکھتے تھے۔[32]

عہد نبوی میں غیر آباد زمینوں کی آباد کاری کی عصر حاضر میں ان کی معنویت

رسول اللہ ﷺ کے اقدامات کے مفصل مطالعے سے بعض اہم اصول سامنے آتے ہیں جو عصر حاضر کے بہت سے مسائل کے درست حل کی طرف راہ نمائی کرتے ہیں۔ ان اصولوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عصر حاضر کے بعض اہم مسائل کے حل کے لیے سیرت نبوی کی اہمیت ہے۔ ذیل میں سیرت سے مستفاد ان اصولوں کو مختصراً بیان کیا جارہا ہے۔

رہائشی اسکیم

گزشتہ روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شہر کے اندر موجود فالتو زمینوں کو ضرورت مندوں میں تقسیم فرمایا۔ بعض صحابہ کو جگہ دینے کے بعد دوبارہ ضرورت پڑی تو آپ نے ان کی جگہ میں سے کچھ واپس لے لی۔ بعض روایات کے سیاق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمین کو مختلف افراد کی بجائے خاندانوں پر تقسیم کیا گیا۔ انصار نے اپنے آباد مکانات بھی رسول اللہ ﷺ کے سپرد کر دیے تھے مگر آپ نے آباد گھروں کو تقسیم نہیں فرمایا۔

زمینوں کا حق ملکیت

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر آباد زمینوں کو ایسے افراد کے حوالے کرنا چاہیے جو محنت کریں، زمین کو آباد کریں، سرسبز بنائیں اور وسائل میں اضافے کا سبب بنیں۔ ہمارے ملک میں بعض افراد یا سرکاری افسران کو زمین کے بڑے بڑے قطعات دے دیے جاتے ہیں جنہیں بیسیوں آدمی مل کر بھی آباد نہیں کر سکتے لیکن وہ صرف ایک شخص کو دے دیے جاتے ہیں جس سے ایک شخص جاگیر دار بن جاتا ہے جب کہ محنت کش طبقہ ان وسائل سے استفادہ کرنے کی بجائے اس نئے مالکِ زمین کا مزارع بن کر رہ جاتا ہے اور ساری زندگی ان جاگیر داروں کا دست نگر بن کر رہتا ہے۔ سرکاری خزانے سے ہزاروں ایکڑ زمین ایک شخص یا خاندان کو دے دینا سیرت نبوی کی روشنی میں سراسر ظلم ہے۔

حق زراعت بشرط زراعت

بلال بن حارث مزنی کے نام دستاویز سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی بھی شخص کو غیر مشروط طور پر زمین نہیں دینی چاہیے۔ زمین کا کرایہ یا ٹھیکہ حکومت کو وصول کرنا چاہیے یا کم از کم بھی آبادکاری کی شرط پر زمین دی جائے اور زمین لینے والے کو پابند کیا جائے کہ وہ مقررہ مدت میں زمین کو آباد کرے۔ اگر مقررہ مدت میں زمین آباد نہ ہوسکے تو کسی دوسرے شخص کو دے دی جائے۔ نیز محکمہ مال کے کھاتے میں اس کی مستقل ملکیت ریاست کی ہونی چاہیے اور آبادکار کو مستقل مالک نہیں بنانا چاہیے۔

میدانی علاقوں سے استفادہ

جو میدان خالی پڑے تھے اور وہاں پیداواری صلاحیت موجود تھی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی صلاحیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہاں چراگاہ کی حد بندی فرمادی اور وہاں ذمہ داروں کو بھی متعین فرمادیا۔ گویا اپنے عمل سے یہ بتادیا کہ ایسے زرخیز میدان ریاست کا اثاثہ ہوتے ہیں اور ان کی پیداواری صلاحیت کو ضائع ہونے کے لیے چھوڑ دینا دانش مندی نہیں بلکہ ان کی حفاظت کا بندوبست کرنا چاہیے تاکہ وسائل میں مزید اضافہ ہو۔

تعلیمی وتدریسی مواقع

قباء میں بنو عمرو بن عوف کے محلے کے ساتھ مسجد نبوی کے ساتھ صفہ کی تعمیر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جہاں لوگوں کی رہائش کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہوئے ان کے لیے مکانات کی جگہ کو منظور کیا گیا وہاں ان کی تعلیمی ضروریات بھی رسول اللہ ﷺ کے پیش نظر تھیں چنانچہ اس مقصد کے لیے آپ نے گھروں کے علاوہ تعلیم اور درس گاہ کے لیے بھی جگہ کا بندوبست کیا۔

بے آباد زمینوں کا عسکری قوت کے لیے استعمال

درج بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے چراگاہوں کو اجتماعی مقاصد کے لیے خاص کرکے تحویل میں لیا تھا تاکہ ریاستی دفاع کے لیے جنگی ساز وسامان کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔ خصوصاً جہاد کے لیے گھوڑے تیار ہوں تاکہ بیرونی خطرات سے نمٹنے کا بھرپور انتظام موجود ہو اور دشمن کے حملہ کے وقت ریاست اپنا دفاع کرسکے۔ اسی لیے عام افراد یا انفرادی ملکیت کے جانوروں کو یہاں چرانے کی اجازت نہ تھی۔ سنن ابی داؤد کی ایک اور روایت میں ہے:

" لَا يُخْبَطُ وَلَا يُعْضَدُ حِمَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَكِنْ يُهَشُّ هَشًّا رَفِيقًا "[33]

یعنی شاخوں کو چھیلنا اور ٹہنیوں کو کاٹنا ممنوع ہے البتہ اگر ہلکا سا ہلا کر کچھ پتے گر جائیں تو وہ جانوروں کو کھلانے کی اجازت ہے۔

زمینوں کی آبادکاری کے اصول وضوابط

عثمانؓ بن مظعون کے ایک غلام جو ان کی زمینوں کی رکھوالی کیا کرتے تھے، حضرت عمر فاروقؓ نے ان کی زمین سے متصل چراگاہ اس غلام کے سپرد کر دی تھی اور یہ کہا تھا کہ اگر کوئی شخص یہاں سے درختوں کی شاخوں کی کٹائی کرنے لگے تو اس کی کلہاڑی اور رسی ضبط کرلینا۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا اس کی چادر بھی ضبط کرلوں؟ تو آپ نے فرمایا کہ نہیں، چادر چھوڑ دینا۔ کلہاڑی اور رسی ضبط کرنے کا مقصد تادیب تھا تاکہ چراگاہ کی حدود سے لوگ دور رہیں اور اس کے انتظام میں خلل واقع نہ ہو اور عسکری سرگرمیاں متاثر نہ ہوں۔

ابن شبہ کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چراگاہ صرف گھوڑوں کے لیے خاص تھی اور یہاں مسلمانوں کے گھوڑوں کو چرایا جاتا تھا البتہ ربذہ کی چراگاہ صدقہ کے اونٹوں کے لیے خاص تھی جن کا مصرف صدقات، اور انتظامی امور، دیات کا نظم وغیرہ تھا۔[34]

نتائج البحث:

1. عہد نبوی میں وسائل کی قلّت ایک مسئلہ تھا جس کے حل کے لیے رسول اللہ ﷺ کے متعدد اقدامات کیے تھے۔ ان میں ایک اہم فیصلہ غیر آباد زمینوں کو استعمال میں لا کر وسائل میں اضافے کی کوشش کرنا تھا۔ مندرجہ بالا مطالعے سے یہ سامنے آتا ہے کہ عہد نبوی میں غیر آباد زمینوں کو آباد کرنے کے لیے ہمہ جہت کوششیں کی گئیں اور انہیں کام میں لایا گیا۔ چنانچہ بے گھر افراد کو گھر بنانے کے لیے جگہ دی گئی۔
2. ضرورت کے مطابق بازار بنانے کے لیے زیر استعمال جگہ کو لے کر متعدد بازار بنائے گئے۔
3. وہ زمینیں جو زرعی پیداوار کے قابل تھیں ان کی نشاندہی کرکے حد بندی کی گئی اور وہاں کی دیکھ بھال کے لیے ذمہ دار مقرر کیے گئے۔
4. بنجر زمینوں کی آبادکاری سے متعلق اصولی فیصلہ کیا گیا کہ جو بنجر زمین کو آباد کرلے گا وہ اس زمین کا مالک تسلیم کیا جائے گا۔ اس طرح جو زمینیں کاشت کے قابل نہیں تھیں ان کی آبادکاری کے لیے ملکیتی حقوق کا اعلان کیا گیا۔
5. یہ اقدامات عہد نبوی میں غیر آباد زمینوں سے متعلق نبوی فکر کی طرف راہ نمائی کرتے ہیں۔ اس مطالعے سے یہ حقیقت بھی سامنے آتی ہے کہ عہد نبوی میں زمینیں محض اشرافیہ میں تقسیم نہیں کی گئیں بلکہ ریاست کے وسیع تر مفاد میں عوامی ضروریات کے پیش نظر تقسیم کی گئی اور حقیقی ضرورت مندوں کو شناخت کرکے انہیں ضرورت کے مطابق زمین دی گئی۔
6. ریاست کے وسائل کو ضرورت کے مطابق بھرپور طریقے سے استعمال کرنا اور منصفانہ بنیادوں پر تقسیم کرنا سیرت سے حاصل ہونے والا اہم سبق ہے۔ نبوی اقدامات کے مفصل مطالعے سے اہم اصول سامنے آتے ہیں جو موجودہ دور کے مسائل کا صحیح حل پیش کرتے ہیں اور ان اصولوں کی پیروی سے موجودہ مسائل کو حل کیا جاسکتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

1 ۔ مفصل اعداد وشمار ملاحظہ ہوں:
"Review of Available Knowledge on Land Degradation in Pakistan", International Center for Agricultural Research in the Dry Areas, (P. 3).
https://ageconsearch.umn.edu/record/253875/files/OASIS_3_Pakistan.pdf

2 ۔ ملاحظہ ہو:
"Pakistan Economic Survey 2-20201", Ministry of Finance, Pakistan, (P.ii). https://www.finance.gov.pk/survey/chapters_21/Overview.pdf.

3 ۔ حموی، شہاب الدین ابو عبداللہ یاقوت، معجم البلدان، ناشر: دار صادر، بیروت، 1995ء، ج: 5، ص: 86
Ḥamawī. Shahāb al Dīn Abū 'Abdulla Ḥ Yāqūt, Mu'jam al Buldān, (Nāshir: Dār Ṣādir Beirūt, 1995ac), Vol: 5, P:86

4 ۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، ناشر: دار الرسالۃ العالمیۃ، بیروت، 2009ء، ج: 4، ص: 664
Abū Dāwūd, Sulimān bin Ash'ath, Al Sunan, (Nāshir: Dār al Risālah, Beirūt, 2009),Vol:4, P:664

5 ۔ حموی، شہاب الدین ابو عبداللہ یاقوت، معجم البلدان، ج: 5، ص: 86
Ḥamawī. Shahāb al Dīn Abū 'Abdulla Ḥ Yāqūt, Mu'jam al Buldān, Vol:5, P:86

6 ۔ اس اقطاع کے بعد بقیع الزبیر میں ایک مصلی اور پھر بازار بنایا گیا۔ سوق بقیع الزبیر پر تفصیل آئندہ آرہی ہے۔

7 ۔ ابوداؤد، السنن، ج: 4، ص: 667
Abū Dāwūd, Al Sunan, Vol:4, P:667

نیز ملاحظہ ہو: احمد بن حنبل، المسند، ناشر: دار الحدیث، القاہرۃ، 1995ء، ج: 3، ص: 239
Aḥmad bin Ḥambal, Al Musnad, (Nāshir: Dār Al Ḥadīth, Cairo, 1995), Vol:3, P:239

8 ۔ ابن ہشام، عبدالملک، السیرۃ النبویۃ، ناشر: شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، 1955ء، ج: 1، ص: 496 (بناء مسجد المدینۃ) مسجد نبوی سے قبل آپ ﷺ مسجد قباء کی بنیاد رکھ چکے تھے مگر اس کے بارے میں یہ صراحت نہیں ہے کہ جگہ کا انتخاب کیسے ہوا اور یہ کس کی ملکیتی جگہ تھی۔
*Ibn Hishām, 'Abd al Malik, Al Sīrah al Nabawiyyah, (Nāshir: Shirkatu Maktabatu wa Maṭba'a***tu Muṣ***tafā al Bābī al Ḥalabī, Egypt, 1195ac), Vol:1, P:496*

9 ۔ یعنی وہاں کھجوروں کو خشک کرنے کے لیے بکھیر دیا جاتا تھا یا کبھی وہاں جانور بھی باندھے جاتے تھے۔ کھجور کو خشک کرنا ایک موسمی سرگرمی تھی اور سال کے باقی حصے میں یہ جگہ خالی پڑی رہتی تھی۔

10 ۔ بقیع ایسے مقام کو کہا جاتا ہے جو وسیع اور کشادہ ہونے کے ساتھ ساتھ درختوں سے بھرا ہوا ہو، جہاں مختلف قسم کے درخت موجود ہوں۔ "بقع" مرتضی الزبیدی، تاج العروس، ج: 20 ص: 346

Murtaḍā al Zubaydī, Tāj al 'Urw Ṣ, Vol:20, P:346

[11]۔ سمہودی، خلاصۃ الوفاء باخبار دار المصطفیٰ، ج:2 ص:341

Samhūdī, Khulāṣtul Wafā, Bi Ikhbāri Dār al Muṣṭfā,, Vol:2, P:341

[12]۔ ابن شبہ، ابو زید عمر البصری، تاریخ المدینۃ، ناشر: السید حبیب محمود احمد، جدۃ، 1399ھ، ج:1، ص:229

[13]۔ ملاحظہ ہو: سمہودی، خلاصۃ الوفاء باخبار دار المصطفیٰ، ج:2 ص:257

Samhūdī, Khulāṣtul Wafā, Bi Ikhbāri Dār al Muṣṭfā,, Vol:2, P:257

[14]۔ ایضاً: ج:2 ص: 257 نیز ملاحظہ ہو: زین الدین ہمدانی، الاماکن ما اتفق لفظہ وافترق مسماہ من الامکنۃ، ص:133

Ibid, Vol:2, P:257

[15]۔ امام احمد، المسند، ج:10 ص:485۔ ابو داؤد، السنن، ج:3 ص:177

Imām Aḥmad, Al Musnad, Vol:10, P:485- Abū Dāūd, Al Sunan, Vol:3, P:177

[16]۔ سمہودی، وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ۔ ج:3 ص:67

Samhūdī, Wafā,l Wafā, Bi Ikhbāri Dār al Muṣṭfā,, Vol:3, P:67

[17]۔ سمہودی، وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ، ج:2 ص:257

Samhūdī, Wafā,l Wafā, Bi Ikhbāri Dār al Muṣṭfā,, Vol:2, P:257

[18]۔ مقریزی، تقی الدین احمد بن علی، امتاع الاسماع، ناشر: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1999ء، ج:2، ص:79

Muqrīzī, Taqī al Dīn Aḥmad bin 'Alī, Imtā' al Asmā', (Nāshir: Beirut: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah, 1999ac), Vol:2, P:79

واقدی، محمد بن عمر، المغازی، ناشر: دار الاعلمی، بیروت، 1989ء، ج:3، ص:1049

Wāqidī, Muḥmmad bin 'Umar, Al Maghāzī, (Nāshir: Dār al A'lamī Beirūt, 1989ac), Vol:3, P:1049

تفصیلی واقعہ ملاحظہ ہو: بلاذری، احمد بن یحییٰ، فتوح البلدان، ناشر: دار ومکتبۃ الہلال، بیروت، 1988ء، ص:13، 14

Balāzdī, Aḥmad bin Yaḥyā, Futūḥ al Buldān, (Nāshir: Dār wa Maktabah al Hilāl, Beirūt, 1988ac), PP:13,14

[19]۔ سمہودی، وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ، ج:3 ص:219

Samhūdī, Wafā,l Wafā, Bi Ikhbāri Dār al Muṣṭfā,, Vol:3, P:219

[20]۔ "مرتفع" بلند زمین کو پسند کرنے کی وجہ یہ تھی کہ مدینہ منورہ میں نشیبی زمین سیلابوں سے متاثر ہو جاتی تھی؛ آس پاس کی بلند زمینوں سے پانی وہاں آ کر جمع ہو جاتا تھا اور نشیب میں موجود مکانات، جانوروں کے باڑے یا چراگاہیں نقصان سے دوچار ہوتی تھیں۔ اس لیے مدینہ کے جغرافیائی مسائل کی بنا پر آپ ﷺ نے بالائی زمین کو پسند فرمایا تھا۔

[21]۔ ایضاً: ج:3 ص:219

Ibid, Vol:3, P:219

[22]۔ عقیق کے متوازی جنوبی سمت میں دوسری وادی نقیع ہے جس سے متعلق تفصیل سابقہ عنوان کے تحت آ چکا ہے۔ اس وادی کے دو حصے ہیں۔ ایک عقیق اصغر یا صغیر کہلاتا ہے جب کہ دوسرا عقیق اکبر یا کبیر کہلاتا ہے۔ عقیق اصغر وادی کا وہ حصہ ہے جہاں بئر رومہ واقع ہے جب کہ عقیق اکبر وہ علاقہ ہے جہاں بئر عروہ واقع ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ مقامِ "حضیر" نقیع کا اختتام اور عقیق اکبر کا آغاز ہے اور زغابہ عقیق اصغر کا اختتام ہے۔ عقیق اصغر وادی کا شمالی حصہ ہے اور مدینہ کے سافلہ کی جانب نشیبی علاقہ ہے جب کہ عقیق اکبر مدینہ کے عالیہ کی جانب بالائی

مقام ہے۔ملاحظہ ہو: (ابو عبید الاندلسی، معجم ما ستعجم، ج:3، ص:952 وج:4، ص:1323)
Abū 'ubayd al Undlasī, Mu'jam mā Satu'jam, Vol:3, P:952, and Vol:4, P:1323

[23]۔ ابن شبۃ، تاریخ المدینہ، ج:1، ص: 150 ومابعد۔ حضرت عمرؓ کی تقسیم کا مفصل واقعہ امام سمہودی نے بھی لکھا ہے، ملاحظہ ہو: سمہودی، وفاء الوفاء، ج:3، ص:189

Samhūdī, Wafā,l Wafā,, Vol:3, P:189

[24]۔ بیہقی، دلائل النبوۃ، ابواب عمرۃ الحدیبیۃ، باب غزوۃ ذی قرد، ج: 4، ص:189
Bayhaqī, Dalā,il al Nubuwwah, Vol:4, P:189

[25]۔ مسلم، المسند الصحیح، ج:3، ص:1262

Muslim, Al Musnad al Ṣaḥīḥ, Vol:3, P:1262

[26]۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج: 2، ص: 281

Ibn Hishām, Al Sīrah al Nabawiyyah, Vol:2, P:281

یہاں اس نکتے پر تحقیق کی گنجائش موجود ہے کہ اس چراگاہ میں رسول اللہ ﷺ نے مستقل طور پر ذمہ داری کن کے حوالے کی تھی۔ ابن سعد نے مبہم انداز میں لکھا ہے کہ ابوذر غفاریؓ کا خاندان وہاں جانوروں کے پاس رہتا تھا لیکن ابہام کی وجہ سے یقینی طور پر فیصلہ کرنے میں دشواری ہے۔ غالباً اسی وجہ سے ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری اور الاصابہ دونوں میں اس پر بحث کی ہے تاہم انہوں نے بھی کوئی حتمی رائے قائم نہیں کی۔ ملاحظہ ہو: ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1415ھ) ج:2، ص:337۔ نیز: ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، فتح الباری (بیروت: دار المعرفۃ، 1415ھ) ج:7، ص:461۔
Ibn Ḥajar 'asqalānī, Aḥmad bin 'Alī, Fatḥ al Bārī, (Nāshir: Beirūt, Dār al Ma'rifah, Vol:7, P:461

[27]۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، ج:4، ص: 670 ومابعد
Abū Dāwūd, Sulimān bin Ash'ath, Al Sunan, ,Vol:4, P:670

[28]۔ معاصر محقق عاتق بن غیث البلادی کے مطابق آپ ﷺ کی بعثت کے وقت بھی یہ وسائل مزینہ کے قبضے میں تھے، ملاحظہ ہو: بلادی، عاتق بن غیث، معجم المعالم الجغرافیۃ فی السیرۃ النبویۃ (مکہ مکرمہ: دار مکۃ للنشر والتوزیع، 1982ء) ص:236۔ یہ تصریح تاحال مصادر اصلیہ میں نہیں ملی۔

[29]۔ ابوداؤد، السنن، ج:4، ص:670

Abū Dāwūd, Al Sunan, Vol:4, P:670

[30]۔ ملاحظہ ہو عربی ترجمہ: اسرائیل ولفنسون، تاریخ الیہود فی بلاد العرب، ناشر: مطبعۃ الاعتماد، مصر، 1927ء، ص:129
واقدی اور دیگر سیرت نگاروں نے سرسری طور پر ایک جملہ لکھا ہے کہ ان کی زمینیں نہیں تھیں، باقی کوئی تفصیل موجود نہیں ہے۔ اسرائیل ولفنسون نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ بنو قینقاع کی زرعی زمینیں کسی زمانے میں ہوا کرتی تھیں لیکن بنو قینقاع کی دیگر یہود قبائل سے شدید عداوتوں کے سبب وہ زرعی زمینوں کو خیر آباد کہہ کر ایک محلے میں آباد ہوگئے، وہیں اپنی تمام طاقت جمع کرلی اور صنعت وحرفت کے ساتھ وابستہ ہوگئے۔ اسرائیل ولفنسون نے یہ بات تخمینی انداز سے بیان کی ہے کوئی حوالہ یا ثبوت وغیرہ نہیں دیا۔ ملاحظہ ہو: اسرائیل ولفنسون: تاریخ الیہود فی بلاد العرب، ص:129
Isrā,īl Walfunsūn, Tārīkh al Yahūd Fī Bilād al 'Arab, P:129

[31]۔ سمہودی، خلاصۃ الوفاء باخبار دار المصطفیٰ، ج:2 ص: 342
Samhūdī, Khulāṣtul Wafā, Bi Ikhbāri Dār al Muṣṭfā,, Vol:2, P:342

[32] ۔ حضرت زبیر بن عوامؓ کے ساتھ حضرت جہم بن سعدؓ کا بھی ذکر آتا ہے کہ وہ بھی آپ ﷺ کے صدقات پر مامور رہے ہیں۔ملاحظہ ہو: محمد بن یوسف شامی، سبل الہدی والرشاد فی ہدی خیر العباد، ج:11، ص:389

Muḥmmad bin Yūsuf Shāmī, Subulul Hadyi wal Rashād Fī Hadyi Khayril 'Ibād, Vol:11, P:389

[33]۔ابو داؤد، السنن، ج:3، ص:382

Abū Dāwūd, Al Sunan, Vol:3, P:382

[34]۔ابن شبہ، تاریخ المدینہ، ج:1، ص:155 ومابعد

Ibn Shubah, Tārīkh al Madīnah, Vol:1, P:155